سوال

میں پچیس سالہ مغربی نوجوان ملازمت کرتا ہوں، میرے والد صاحب نے تین عورتوں سے شادی کر رکھی ہے، میری والدہ پہلی بیوی ہے، مشکل یہ ہے کہ ہم سب ایک ہی چھوٹے سے گھر میں بستے ہیں جو تین کمروں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ اس میں کوئی اور کمرہ نہیں، اس سے بھی بڑی مشکل یہ ہے کہ میری والدہ مجبوراً تیسری بیوی کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں رہتی ہیں جو کہ میری بہن سے صرف تین برس بڑی ہے آپ تصور کر سکتے ہیں کہ میری والدہ اپنی سوکن کے ساتھ رہ کر کس مشکل سے دوچار ہوتی ہو گی، ہماری معاشی حالت دن بدن پتلی ہوتی جا رہی ہے، اور میرے والد صاحب نماز ادا نہیں کرتے، اور اہل سنت کو برا کہتے ہیں، اور بعض اوقات تو ان پر سب وشتم تک کرتا ہے، جس کی بنا پر میں انہیں نماز کی ادائیگی پر قائل کرنے سے رک گیا ہوں، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، جب بھی میں انہیں یہ یاددہانی کراتا ہوں تو وہ اور تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے میرے زخم اور گہرے ہو جاتے ہیں بہرحال اللہ ہماری حالت کو جانتا ہے ہم نے بہت صبر سے کام لیا ہے، اور میری والدہ برداشت نہیں کر سکتی وہ مریض بن چکی ہے، ہم پندرہ افراد ایک ہی گھر میں رہائش پذیر ہیں، میرے سگے بہن بھائی تو الحمد للہ نماز ادا کرتے ہیں اور میں بھی دینی التزام کی راہ میں ہوں میرا سوال یہ ہے کہ: کیا میرے لیے اپنی والدہ سے ساتھ اس گھر سے نکل کر کسی اور گھر میں والد اور اس کی بیویوں دوسرے بہن بھائیوں سے دور رہنا جائز ہے؟ اللہ تعالی آپ کو ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور دورود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

آپ کے والد نماز ادا نہ کرنا، اور وعظ ونصیحت کرنے کے باوجود نماز شروع نہ کرنا عقد نکاح کو فسخ کرنا واجب کرتا ہے اس لیے نماز کی پابند بیویاں اس کے لیے حلال نہیں، اور نہ ہی وہ ان بیویوں کے لیے حلال ہے، اور آپ پر ضروری ہے کہ آپ جو طریقہ بھی میسر ہو اس نکاح کو فسخ کرنے کی کوشش کریں

اگر تو آپ کے ملک میں ترک نماز فسخ نکاح کا موجب شمار کیا جاتا ہے تو آپ اس سبب کو نکاح فسخ کرنے کے لیے پیش کریں، اور اگر نکاح فسخ کرنے کا موجب شمار نہیں کیا جاتا تو آپ اپنی والدہ اور دوسری بیوی کو ایک ہی گھر میں جمع کرنے میں جو نقصان ہو رہا ہے اس کی وجہ سے اس سے طلاق حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور اس خاوند نے خود ہی اس بیوی کی زندگی اور اس کی معیشت کو ضرر دیا ہے، اہم یہ ہے کہ تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم اسے اپنی والدہ کے قریب آنے دو، اور نہ ہی اس کو اس سے ہم بستری کرنے دو، الا یہ کہ اگر وہ اپنے دین کی طرف واپس آکر نماز کی پابندی کرنا شروع کر دے

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جو خاوند نماز ادا نہیں کرتا وہ کافر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے چنانچہ جو نماز ترک کرے اس نے کفر کیا"

مسند احمد اور اہل سنن نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"بندے اور شرک و کفر کے درمیان نماز ترک کرنا ہے"

اسے امام مسلم نے صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے

چاہے وہ اس کی فرضیت کا انکار کرتا ہو یا وجوب کا انکار نہ کرتا ہو، لیکن اگر وہ اس کی فرضیت کا انکار کرتا ہے تو سب مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کافر ہے، لیکن اگر وہ اسے سستی و کاہلی کی وجہ سے ترک کرتا ہے اور اس کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا تو علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق دونوں مذکور احادیث اور اس موضوع کے متعلق دوسری احادیث کی بنا پر کافر ہے۔

سوال کرنے والی کے لیے مذکورہ خاوند کے پاس واپس جانا جائز نہیں، حتی کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالی کے ہاں توبہ نہ کر لے اور اپنی نماز پنجگانہ کی پابندی نہ کرنی شروع کر دے، اللہ اسے ہدایت کی توفیق دے اور اس پر توبہ کرنے کا احسان کرے

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (10/269-270).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وہ شخص جو نماز ادا نہیں کرتا چاہے وہ نشہ کرتا ہو یا نشہ نہ کرے کافر اور یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح یا اس سے بھی شدید کافر ہے، کیونکہ یہود و نصاری کو تو مثلا جزیہ دینے کی صورت میں ان کے دین پر رکھا جا سکتا ہے، لیکن جو مسلمان ہو کر بے نماز ہو تو یہ شخص مرتد ہے اس کو اس پر برقرار رکھنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کا زندہ رہنا جائز ہے، بلکہ اسے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا جائیگا، اگر تو وہ نماز ادا کرنے لگے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو مرتد ہونے کی حد میں قتل کرنا واجب ہے، یہ مرتد کے احکام ہیں جیسا کہ علماء رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں بیان کیے ہیں

اور اس کی بیوی پر واجب ہے کہ وہ اب اس سے علیحدگی اختیار کر لے، اور اس شخص کے لیے اپنی بیوی سے جماع کرنا حلال نہیں، اور نہ ہی اس کی بیوی کے لیے حلال ہے کہ اپنے اس خاوند کو اپنے سے ہم بستری و جماع کرنے دے، بلکہ بوس و کنار اور معانقہ بھی نہ کرنے دے، اور نہ ہی اس سے خلوت کرے، جب تک وہ اسلام کی طرف واپس نہیں پلٹ جاتا اسے چاہیے کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے

اور اس عورت کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگر وہ اپنے آپ کے قریب آنے دے گی تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے اس نے کسی اجنبی شخص کو اپنے قریب آنے دیا

ہم اللہ تعالی سے سلامتی و عافیت کے طلبگار ہیں، چنانچہ اس عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے بے نماز خاوند سے اس طرح دور بھاگے جس طرح شیر سے بھاگا جاتا ہے

اور اس شخص کو عدت گزرنے تک مہلت دی جائیگی اگر تو عدت گزرنے سے قبل وہ اسلام کی طرف واپس پلٹ آیا تو وہ اس کی بیوی ہے، اور اگر واپس نہیں پلٹتا تو ان کے درمیان عقد نکاح اس وقت سے فسخ ہو جائیگا جب سے وہ مرتد ہوا ہے

اور بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ اگر وہ بغیر شادی کے باقی رہے اور اس کا خاوند اسلام کی طرف واپس پلٹ آئے چاہے عدت گزرنے کے بعد ہی اور وہ عورت اپنے خاوند میں رغبت رکھتی ہو تو وہ واپس جا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، یہ تو اس کی بیوی کی مناسبت سے ہے

اور رہی اس شخص کی حالت کی مناسبت: تو اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اسے غسل دینا یا کفن پہنانا یا اس کی نماز جنازہ ادا کرنا، یا اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، یا اس کے لیے بخشش و رحمت کی دعا کرنا، یا اس کی جانب سے صدقہ و خیرات کرنا، یا اس کی طرف سے حج کرنا حرام ہوگا؛ کیونکہ وہ کافر ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ جہنمی ہیں التوبۃ (113).

ہم اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ : جو شخص بے نماز ہے نہ تو مسجد میں نماز ادا کرتا ہے اور نہ ہی گھر میں، لیکن جو شخص گھر میں نماز ادا کرتا ہے وہ تو گنہگار ہے اور اجب وہ اس پر قائم رہے تو وہ فاسقین میں سے ہوگا، لیکن کافر نہیں

بلکہ ہم تو اس سے وہ شخص مراد لیتے ہیں جو بالکل نماز ادا ہی نہیں کرتا، اس کا حکم وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے

اور اس کی بیوی کو میری نصیحت ہے کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے اور اپنے میکے چلی جائے حتی کہ اللہ تعالی اسے اسلام کی ہدایت نصیب کر دے، اور اللہ عزوجل اسے ترک نماز پر مجبور نہیں کر رہا کیونکہ یہ اختیاری امر اس کو اس میں اختیار حاصل ہے، جیسا کہ اس کو بازار جانے یا مسجد جانے یا کسی اور جگہ جانے کا اختیار حاصل ہے، تو اسے نماز ادا کرنے یا ادا نہ کرنے کا بھی اختیار ہے

دیکھیں : لقاءات الباب المفتوح (77) سوال نمبر (2).

دوم :

حتی کہ اگر وہ نماز ادا بھی کرتا ہو تو اس کے لیے ایک ہی کمرہ میں دو بیویوں کو اکٹھا رکھنا جائز نہیں، اور ہر بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے مستقل طور پر باقی بیویوں سے علیحدہ رہائش مہیا کرے

اور اگر وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اپنی والدہ کو اس رہائش سے نکال کر والدہ سے ضرر کو کم کریں، اور والد کو پر دباؤ ڈال سکیں کہ وہ ہر بیوی کو اس کا وہ حق ادا کرے جو اللہ تعالی نے اس پر واجب کیا ہے

مزید تفصیل اور اہم معلومات کے لیے آپ سوال نمبر (7653) اور (96455) کے جوابات کا مطالعہ کریں، ان دونوں جوابات میں بیوی کے لیے مستقل طور پر علیحدہ رہائش مہیا کرنے کا حق اور دوسری اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

112026